⊙ محمد سہیل اقبال

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

⊙⊙ ڈاکٹر حمیرا اشفاق

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

قلعہ جنگی کے پلاٹ پر 9/11 کے اثرات

Abstract:

Creating a plot for a novel is comparable to architectural designing. Every part of a novel's plot is designed by the writer just like an architect constructs a beautiful building keeping in view every aesthetic facet of it. The plot of Mustansar Hussain Tarar's novel; the Qalah Jangi has been artistically woven around the aftermaths of American bombardment on the city named Qalah Jangi. The catastrophic event of the 9/11 occupies a prominent position in the plot of the Qalah Jangi. This article analyses the novel with the basic motive of tracing and critically exploring the effects of the 9/11 on the plot of the Qalah.

Keywords:

9/11, Novel, Qalah Jangi, Influence, Plot, Character

9/11 کا سانحہ بڑی گہری معنویت رکھتا ہے چونکہ یہ اندوہناک واقعہ امریکی سرزمین پر ہوا لیکن اس کے اثرات نے پاکستان کو منفی طور پر بہت متاثر کیا۔ سانحہ نائن الیون کے بعد ٹی وی چینلز، خبروں اور سوشل میڈیا پر ایک طوفان برپا ہو گیا۔ افواہوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مشرق اور مغرب میں سانحہ نائن الیون کے بارے میں طرح طرح کے خدشات پیدا ہونے لگے۔ عالمی سیاسی منظرنامے پر نظر رکھنے والے مبصرین بھی خدشات کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ ان سب خدشات، پیش گوئیوں اور خبروں کو مغرب کا سیاسی ڈراما سمجھا گیا لیکن سب افواہیں اُس وقت حقیقت میں بدل گئیں جب امریکہ نے افغانستان کے خلاف باقاعدہ جنگ کا اعلان کر دیا۔ بیس سال گزرنے کے باوجود بھی اس واقعہ کے پاکستان کی سیاست، سماج، علم اور ادب پر مسلسل اثرات نمایاں ہیں۔ اس حوالے سے نجیبہ عارف اپنی کتاب 9/11 اور پاکستانی اردو افسانہ میں رقمطراز ہیں:

''اس پس منظر میں گیارہ ستمبر کا واقعہ، جو اگرچہ پاکستان سے کوسوں دور کسی اجنبی سرزمین پر رونما ہوا مگر اپنے عالمی ہمہ گیر اثرات، اور پاکستان کی مخصوص سیاسی و دفاعی نوعیت اور جغرافیائی حیثیت کے پیشِ نظر، پاکستان کی سیاست، معیشت، معاشرت، اور شہری زندگی کے امن و سکون پر شدت سے اور منفی طور پر اثر انداز ہوا ہے، اردو فکشن اور شاعری دونوں میں بھر جغرافیائی حیثیت کے پیشِ نظر، پاکستان کی سیاست، معیشت، معاشرت، اور شہری زندگی کے امن و سکون پر شدت سے اور منفی طور پر اثر انداز ہوا ہے، اردو فکشن اور شاعری دونوں میں بھرپور طریقے سے رونما ہوا ہے۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پاکستان میں واقع نہیں تھا اور ان پر حملہ کرنے والے ملزموں میں سے کوئی بھی پاکستانی ثابت نہیں۔''(۱)

خوبصورت، دلکش، اور چونکا دینے والے تخلیقی ناول کے لیے پلاٹ بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ایک اچھے اور عمدہ ناول کے لیے ضروری ہے کہ ناول کا پلاٹ بھی عمدہ ہو۔ ناول میں پلاٹ کی اہمیت کے حوالے سے ڈاکٹر احسن فاروقی اپنی کتاب ''ناول کیا ہے'' میں بیان کرتے ہیں:

''پلاٹ میں قصہ نہایت سلیقہ کے ساتھ ڈھلا ہونا چاہیے۔ ضرورت سے زیادہ واقعات یا حرکات جو نفس قصہ سے کم تعلق رکھتے ہیں یک لخت چھانٹ دینا چاہیے۔ پلاٹ بنانا ویسا ہی ہے جیسے کوئی سنگ تراش کچھ خاص فنی قاعدوں کے موافق کسی پتھر کی سِل کو تراش کر ایک خوشنما بت کو بنائے مگر خوبی یہ ہے کہ اس میں بناوٹ کا اثر ظاہر نہ ہو جیسے کسی بت تراش کے بت کا اصل سے مطابق ہونا ضروری ہے ویسے ہی پلاٹ کا کسی اصل قصے کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے۔ پھر جیسے تراشے ہوئے بت میں حقیقت کے ساتھ حسن یا دلکشی ضروری ہے ویسے ہی ناول کے پلاٹ میں ایک فنی حسن و خوبی کا وجود لازم ہے۔''(۲)

کسی فن پارے کے تخلیقی اظہار کے لیے واقعات کی ترتیب بہت اثر انداز ہوتی ہے۔ گیارہ ستمبر کے سانحہ نے نہ صرف ہمارے تخلیق کاروں کی سوچ کے زاویے کو بدلا بلکہ تخلیقی ناول کے پلاٹ پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس کی اولین مثال مستنصر حسین تارڑ کا ناول قلعہ جنگی ہے۔ اگر اس ناول کا مطالعہ گہرائی اور فکری توانائی کے ساتھ کیا جائے تو یہ واضح ہے کہ قلعہ جنگی کے پلاٹ پر 9/11 کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ واقعات اور کرداروں میں گہرا ربط موجود ہے۔ قلعہ جنگی میں گھوڑے کا ہونا اور اس کے متعلق کرداروں کا باتیں کرنا ہی قلعہ جنگی کے پلاٹ کو شروع میں ہی موثر بنا دیتا ہے۔ اچھے پلاٹ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ پلاٹ ابتدا سے ہی گہری معنویت رکھتا ہو۔ قلعہ جنگی میں یہ خصوصیت موجود ہے:

''گھوڑا ہے۔

کہاں ہے؟

اوپر قلعہ جنگی کے صحن میں۔

وہاں گھوڑا کیسے ہو سکتا ہے لاشوں کو کھانے آیا ہے؟

نہیں ہے، سچ مچ کا گھوڑا ہے کان لگا کر سنو۔''(۳)

قلعہ جنگی اور گھوڑے میں بڑی گہری معنویت موجود ہے۔ قلعہ جنگی کیا ہے؟ اور وہاں گھوڑا کیوں موجود

ہے۔اس دلچسپ صورتِ حال کو جاننے کے لیے قاری کی توجہ ابتدا سے ہی ناول پر مرکوز ہو جاتی ہے۔اس کے بعد جب قاری کو معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان کے شہر مزار شریف میں قلعہ جنگی واقع ہے جہاں پر امریکہ نے شدید بمباری کی ہے اور قلعہ جنگی کے تہہ خانہ کو لاشوں سے بھر دیا ہے۔شدید وحشیانہ بمباری کے بعد یہ یقین نہیں کیا جا سکتا تھا کہ قلعہ جنگی کے صحن اور تہہ خانے میں کسی جاندار چیز کا وجود ہو۔لیکن قلعہ جنگی کے صحن میں گھوڑا ہے اور تہہ خانے کے اندر سات مجاہد ہیں جن کی نظریں اب گھوڑے پر ہیں۔

اچھے پلاٹ کی یہ بھی خوبی ہے کہ پلاٹ ان واقعات پر مشتمل ہوتا ہے جو پیش آ چکے ہوں۔اس حوالے سے صاحبزادہ حمید اللہ اپنی کتاب ''فن اور تکنیک'' میں بیان کرتے ہیں:

> ''ناول میں کرداروں کے بعد اس کا سب سے زیادہ اہم جز و پلاٹ یا خاکہ ہے۔ پلاٹ درحقیقت اشخاصِ قصہ کے افعال،حرکات کا مجموعہ ہوتا ہے۔اس میں وہ تمام واقعات داخل ہوتے ہیں، جو اشخاصِ قصہ سے سرزد ہوں یا محض ذہنی وجود رکھتے ہوں۔بعض اوقات پلاٹ یعنی ناول کے خاکے ہی کو ناول کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔کیونکہ کسی عمارت میں اس کا خاکہ ہی دراصل عمارت کی جان ہوتی ہے۔وسیع معنوں میں پلاٹ نہ صرف ان واقعات پر مشتمل ہوتا ہے جو پیش آ چکے ہوں۔بلکہ جذبات اور خیالات بھی اس کی تعمیر کے اجزا ہوتے ہیں۔امریکہ کا مشہور افسانہ نگار ایڈگر ایلن پو پلاٹ کے لیے واقعات کیساتھ دلچسپی کی بھی قید لگاتا ہے۔اس کی رائے میں جو پلاٹ ایسے واقعات سے بنے جس میں دلچسپی نام کو نہ ہو پلاٹ کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔پلاٹ تمام بلند پایہ ادبی کارناموں کا ضروری جزو ہے۔رزمیے،افسانے،ڈرامہ،سوانح،اور تاریخ غرض اکثر ادبی کارنامے بغیر پلاٹ کے وجود پذیر ہی نہیں ہو سکتے۔''(۴)

یہ واقعہ پہلے افغانستان میں پیش آ چکا ہے۔لیکن ایک اہم اور حیران کن بات یہ ہے کہ امریکہ کی وحشیانہ بمباری اور کروز میزائلوں کی بارش کی وجہ سے قلعہ جنگی کا تہہ خانہ لاشوں سے بھر گیا تھا،وہاں پر کسی ایک انسان کا بھی زندہ ہونا ناقابلِ یقین تھا۔لیکن اس کے تہہ خانے میں سات مجاہد موجود ہیں جو ہتھیار نہیں ڈال رہے ہیں جن کو شہید کرنے کے لیے ہر قسم کے حربے اِستعمال کیے جا چکے ہیں۔ان کو شہید کرنے کے لیے تہہ خانہ کے اندر پانی چھوڑا گیا،میزائل مارے گئے،کیمیائی گیس کا استعمال کیا گیا مگر اس کے چار پانچ دن بعد جب ریڈ کراس کی ٹیم لاشیں اٹھانے آئی تو ایک مجاہد کا ان پر فائرنگ کرنا حیران کن ہو جاتا ہے۔یہ وہ سچا واقعہ تھا جس پر مستنصر حسین تارڑ نے قلعہ جنگی کا پلاٹ تیار کیا۔اس حوالے سے مستنصر حسین تارڑ اپنے ایک انٹرویو میں بیان کرتے ہیں:

> ''میرا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔شمالی اتحاد،طالبان سے کوئی واسطہ نہیں،صرف انسان سے رشتہ ہے۔انسانیت کے ناتے مجھے اِس واقعے سے انتہائی اذیت پہنچی۔کشمیر،فلسطین،ویتنام،افغانستان، سبھی کو وہاں پر ہونے والے مظالم کا شدید دکھ ہے،میں افغانستان کے متعلق بہت کچھ پڑھتا رہا،الیکٹرانک میڈیا،پرنٹ میڈیا،انٹرنیٹ،میں سبھی سے منسلک رہا۔میں خصوصی طور پر قلعہ جنگی کے

متعلق ایک ایک بات جاننا چاہتا تھا۔ میں اس کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا۔ قلعہ جنگی میں قتل و غارت کے بعد معلوم ہوا کہ قلعہ کے تہہ خانے میں چھ سات طالبان ہیں جو ہتھیار نہیں ڈال رہے۔ ان کو ہلاک کرنے کے لیے راکٹ، پانی پٹرول، گیس، سب کچھ چھوڑا گیا۔ سارے طریقے استعمال کیے گئے، دو تین دن بعد اس یقین کے ساتھ کہ اب ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچا ہو گا۔ ریڈ کراس کی ٹیم لاشیں اٹھانے کے لیے آئیں تو ان پر فائرنگ کی گئی، جس سے معلوم ہوا کہ ان میں سے کوئی ایک ضرور زندہ ہے۔ مجھے اس واقعے نے بہت فیسی نیٹ کیا۔" (۵)

قلعہ جنگی امریکی بمباری سے مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ وہاں صرف لاشوں کے اور کچھ نہیں ہے۔ ڈیزی کٹر اور بنکر بسٹر آسمان سے نازل ہوئے۔ جنہوں نے مٹی کے آتش فشاں بنا دیے جس میں لوگ دفن ہو گئے۔ قلعہ جنگی کا پلاٹ جنگی تباہی و بربادی کے بحران سے شروع ہوتا ہے جہاں پر امریکہ قتل و غارت گری کر چکا ہے۔ اس لحاظ سے قلعہ جنگی کے پلاٹ پر گیارہ ستمبر کے نمایاں اثرات موجود ہیں قلعہ جنگی کے اندرونی منظر کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"سوار اگر یکجا ہو، مجتمع ہو تبھی اس کی پہچان ہو سکتی ہے لیکن ان میں سے بیشتر تو بکھرے پڑے تھے ان کے اعضاء ایک دوسرے سے روٹھے ہوئے دور دور پڑے تھے بازو کہیں ہتھیلیاں اور دھڑ کا ایک حصہ کہیں اور گل سڑ رہا ہے ورجو سر بلند نہیں ہو سکتا وہ کسی کچی دیوار سے ٹیک لگائے لڑھکنے سے بچتا ہے۔ بی۔ باون طیاروں نے کیا خوب ان کی تقسیم کی تھی۔" (۶)

ناول کا پلاٹ قتل و غارت گری کے بعد کا ہے۔ قتل و غارت گری کے بعد کے تمام واقعات کا آپس میں گہرا ربط ہے۔ ناول کی ابتدا کے بارے میں مستنصر حسین تارڑ ایک انٹرویو میں اپنے خیالات کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

"میرا ناول وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں قتل و غارت گری ہو چکی ہے۔ تہہ خانے میں چھ سات نوجوان ہیں جو ہتھیار نہیں ڈال رہے۔ یہ ناول انہی چھ سات کرداروں پر مشتمل ہے۔ ہیومین ٹریجڈی اس کا موضوع ہے۔ مجھے اس بات کا بھی افسوس ہے کہ اس انسانی المیہ کا شکار تمام غیر ملکی ہیں۔ ان میں کوئی مقامی طالبان نہیں ہے۔ ان کرداروں میں سب سے بڑا تئیس برس کا ہے۔ باقی بیس بائیس برس کے نوجوان ہیں۔" (۷)

قلعہ جنگی کے کرداروں کی حرکات و سکنات کا بھی پلاٹ سے گہرا تعلق ہے۔ جو گیارہ ستمبر کے اثرات کو واضح طور پر عیاں کرتے ہیں کیونکہ قلعہ جنگی کے یہ سات کردار قلعہ سے باہر نہیں جا سکتے یا تو چاندنی میں پہچانے جائیں گیا اور یوں آسماں سے کوئی امریکی میزائل، ڈیزی کٹر، یا بنکر بسٹر آ کر ان کو آتش فشاں میں غرق کر دے گا اور یہ کہ اگر آسمان سے امریکی عتاب نازل نہ ہوا تو یہ بھی ممکن ہے شمال والے ان کو دیکھ لیں، یوں دونوں طرح سے ان کو ڈر ہے کہیں وہ مارے نہ جائیں اس سب پر مستزاد بھوک بھی ان کو موت کی وادی میں دھکیل رہی ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ گھوڑے کو مار کر کھایا جائے تا کہ چند دن اور زندہ رہ سکیں۔ اب گھوڑے کو مارنے کا مسئلہ درپیش ہے۔ سات مجاہدوں میں سے کوئی بھی گھوڑے کو مارنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ کردار آپس میں یوں محو گفتگو ہیں:

> ’’گھوڑے کو کون مارے گا؟ چی چی نے نہیں مرتضیٰ نے کہا تم گل شیر۔نہیں یارا، ہمارا طبیعت خراب ہے کلاشنکوف چلانے کو جی نہیں چا رہا۔ ورنہ ہمارا لوگ تو انسان کو بے دریغ مارتا ہے جانور کیا چیز ہے بولو چی چی مرتضیٰ بیگ ادھر ہمارے چیچنیا میں گھوڑوں کو اولاد کے برابر درجہ دیتے ہیں بلکہ اس سے بھی بلند اولاد کو مارنا مشکل ہوتا ہے کوئی اور بے شک مار دے خود مارنا مشکل ہوتا ہے عبدالوہاب کو بولو یہ بدو لوگ عادی ہوتے ہیں عبدالوہاب اخی چی چی کہتا ہے کہ ان کے ملک میں گھوڑا اولاد کے برابر ہوتا ہے لیکن ایک عرب کے لیے گھوڑا عزت نفس ہوتا ہے بھائی مجھے آزمائش میں نہ ڈالنا......اللہ بخش جان گیا کہ اب شاید اس کا نام پکارا جائے گا، مجھے پتا ہی نہیں کہ گھوڑے کو کیسے مارتے ہیں۔‘‘(۸)

تمام کردار بمباری کی وجہ سے شدید زخمی ہیں جبکہ شدید بھوک اور پیاس بھی محسوس ہو رہی ہے۔ان کے جسموں کے اندر ڈیزی کٹر بم کے زہر آلود ٹکرے پیوست ہیں لیکن گھوڑے کو مارنے کی کوئی بھی جسارت نہیں کر رہا،ان سب کو جیسے اپنی جان سے زیادہ گھوڑا مقدس ہو گیا ہو۔ بحث کی تکرار ان کی اپنی ذات تک جا پہنچتی ہے،اس لیے سب ایک دوسرے کو الزامات دیتے ہیں۔ جانی کو کہا جاتا ہے کہ تم ایک گھوڑے کو تو نہیں مار سکتے لیکن انسانوں کو مارنے سے گریز نہیں کرتے۔ جانی چونکہ برطانیہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس بات کے پس پردہ برطانوی منافقت کو ظاہر کیا ہے۔ یہ بحث کافی طویل ہو کر دوبارہ گھوڑے پر آتی ہے کہ اگر گھوڑے کو نہ کھایا گیا تو کل تک ہمارا زندہ رہنا مشکل ہے۔گھوڑے کو نہ مارنا مجاہدوں کے اس ماحول کی عکاسی بھی کرتا ہے جس میں ان مجاہدوں کی پرورش ہوئی ہے۔

ہاشم کا تعلق بھی برطانیہ سے ہے اس نے برطانیہ میں بھی گھوڑا رکھا ہوا تھا۔اس لیے وہ ایک گھوڑے کو نہیں مار سکتا۔لیکن گھوڑے کو مارنے کے بعد بھی مسئلہ ختم نہیں ہوتا۔اب مسئلہ گھوڑے کو کھانے کا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ آیا گھوڑے کو کھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟اس سوال کے بارے میں تمام کردار سوچ و بچار میں ہیں کہ گھوڑا حرام ہے یا حلال۔ یہ ساری صورتِ حال افغانستان میں قلعہ جنگی میں محصور لوگوں کے حوالے سے ہے اور پلاٹ کے پہلے حصہ سے تعلق رکھتی ہے۔

قلعہ جنگی کے پلاٹ میں گیارہ ستمبر کے اثرات کا گہرا منطقی ربط موجود ہے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو قلعہ جنگی کا پلاٹ،اردو ناول کے بہترین پلاٹ میں سے ہے۔قلعہ جنگی میں کہیں بھی گیارہ ستمبر کے اثرات سے ہٹ کر واقعات نہیں ہیں بلکہ تمام واقعات،حرکات، گیارہ ستمبر کے اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔ایک عمدہ پلاٹ کی یہی خوبی ہوتی ہے کہ اس میں واقعات اور کرداروں کا آپس میں گہرا ربط ہونا چاہیے ہے تاکہ کسی قسم کا کوئی جھول پیدا نہ ہو۔اردو میں ایسے ناول بھی تخلیق کیے گئے ہیں جن کا پلاٹ موجود ہی نہیں۔منشی سجاد حسین کا ناول حاجی بغلول ایسا ہی ناول ہے جس کا پلاٹ نہیں ہے۔ پلاٹ میں منطقی ربط کے حوالے سے ڈاکٹر محمد یاسین اپنی کتاب ’’ناول کا فن اور نظریہ‘‘ میں بیان کرتے ہیں:

> ’’پلاٹ (plot) ناول کا اہم ترین جز تسلیم کیا جاتا ہے۔اس فن میں مصنف واقعات کی ترتیب سے ہمارے سامنے زندگی کی ایک ایسی جھلک پیش کرتا ہے جس سے ہم نہ صرف لطف اندوز ہوتے ہیں بلکہ انسانی زندگی کے متعلق نئے حقائق کے انکشاف سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں۔ ارسطو نے سب سے پہلے اپنی بوطیقہ میں المیہ ڈراموں کے اجزائے ترکیبی پر بحث کرتے ہوئے پلاٹ کو ڈرامہ کی

جان قرار دیا تھا۔لیکن ناول میں تمام واقعات یکساں طور پر اہم نہیں ہوتے۔ یہاں مصنف اصول انتخاب (principle of selection) سے کام لیکر محض ان واقعات کو پلاٹ کے تانا بانا میں شامل کرتا ہے جن سے کہانی کے ارتقا یا کردار کے کسی پہلو کو اجاگر کرنے میں مدد ملتی ہے۔مثال کے طور پر اگر ہم یہ کہیں کہ بادشاہ مر گیا اور اس کے بعد ملکہ بھی چل بسی تو یہ کہانی ہوئی جس میں تاریخی تسلسل ہے،لیکن اگر اسی بات کو یوں پیش کریں کہ بادشاہ کی موت کے غم میں ملکہ بھی چل بسی تو یہ انداز ناول کا ہے جس کے پلاٹ میں منطقی ربط کو زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔"(۹)

افغانستان میں جتنے بھی مجاہد تھے، وہ کبھی کسی وقت ایک دوسرے کے لیے بالکل اجنبی تھے لیکن پھر یہ کون سی کشش تھی جس کی وجہ سے مجاہد اپنا گھر بار، یار، دوست، رشتہ دار، بہن بھائی، ماں باپ، اور عیش وعشرت کو چھوڑ کر افغانستان آ پہنچے۔ بظاہر تو یہ ایک دوسرے کے لیے یکسر اجنبی تھے، وہ رنگ نسل، ثقافت اور خصلت میں بھی ایک دوسرے سے مختلف تھے لیکن ان کا تصورِ کامل ایک ہی تھا جس طرح سوویت یونین والوں کے لیے تصورِ کامل ایک تھا اور دونوں ہی دوسروں کی سرزمین پر اپنے خواب اور تصورِ کامل کو پورا کرنے کے لیے آئے تھے لیکن، مزار شریف آکر ان کو معلوم ہوا کہ اُن کے مدِ مقابل انہی کے عقیدے کے لوگ تھے، مرتے وقت ان کے منہ سے کلمہ شریف پڑھنے کی آواز آتی اور وہ جو پرہیز گار نہ تھے، جدید ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر ہزاروں فٹ کی بلندیوں سے آگ اور بارود کے گولے برسا کر انسانوں کو آتش فشاں کی آگ میں بھسم کرنے کے کام پر معمور تھے۔

"قلعہ جنگی" کے پلاٹ کا پہلا حصہ گھوڑے کو دیکھنے سے لیکر گھوڑے کو مار کر کھانے تک کا ہے۔قلعہ جنگی کے پلاٹ کا دوسرا حصہ واقعات کے ساتھ کرداروں کا ہے جو خارجی اثرات کو جذب کیے ہوئے ہیں۔ یہ تعداد میں کل سات ہیں۔ان کرداروں کے شخصی ارتقاء کو دیکھیں تو ان کے شخصی ارتقاء پر بھی گیارہ ستمبر کے اثرات نمایاں ہیں۔ جو کسی نہ کسی بہانے یا دوسروں کی باتوں میں آکر افغانستان آ گئے تھے کیونکہ ان کے مطابق افغانستان میں جنت بٹ رہی تھی۔قلعہ جنگی کے پلاٹ کے دوسرے حصے میں ہم بیک وقت دو کرداروں مرتضی بیگ اور گلونائی سے متعارف ہوتے ہیں جن کا گیارہ ستمبر سے بہت گہرا واسطہ بنتا ہے۔مرتضی بیگ ایک شدید ردِعمل کے نتیجے میں سرحد پار آئے تھے، شاید وہ اپنے والد کے گناہوں کا حساب چکانا چاہتا تھا۔ کیونکہ ان کے والد بھی سوویت یونین کے دنوں میں چوری چھپے افغانستان آیا کرتے تھے، جن کا تصورِ کامل بدی کی سلطنت کے خلاف جہاد کرنا تھا۔اسی طرح مرتضٰی بیگ بھی چوری چھپے افغانستان آیا تھا۔مرتضی بیگ نے گلونائی سے موبائل پر بات کی اور ان سے کہا کہ وہ بھی افغانستان جانا چاہتے ہیں۔گلونائی ان کو ساتھ لے جانے کا وعدہ کرتا ہے۔مرتضی بیگ کے کردار کے حوالے سے مستنصر حسین تارڑ بیان کرتے ہیں:

"کوئی ایک ساعت ایسی آ گئی جب مرتضی بیگ نے اپنے کراون کو بوجھل محسوس کیا......زندگی میں پہلی بار اس میں سے سٹنگر ز کلاشنکوفوں اور سفید سفوف کی......اور سیف ہاؤس سے لوٹتے والد صاحب کے منہ سے شراب اور ان کے وجود میں رچی جنسی نمی کی نا قابلِ برداشت بو آنے لگی......اور وہ باغی ہو گیا۔"(۱۰)

قلعہ جنگی کے واقعات اور مرتضیٰ بیگ کے کردار میں گیارہ ستمبر کے حوالے سے گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔ وہ چوری چھپے جہادی کیمپ میں جا پہنچا۔ یہاں کے شب و روز کے رنگ اور ہی تھے۔ یہ زندگی پہلی زندگی سے مختلف تھی، جہادی ٹریننگ، پنج گانہ نماز، تسبیح، وعظ اور ہتھیاروں کے استعمال کی موثر تربیت، خوراک، رہائش اور پیسے سب کچھ وافر تھا۔ اب مرتضیٰ بیگ قندوز میں ایک کلاشنکوف سنبھالے ایک گہری کھائی میں چھپ کر ان دیکھے دشمن پر فائر کرتا۔ مرتضیٰ بیگ کو جہادی کیمپ میں لانے والا گلونائی تھا جو کہ خود ایک پڑھا لکھا نوجوان تھا، مغربی موسیقی کا شدید شوقین، نفیس لباس پہننے والا اور پھر اچانک ایسی رنگین دنیا سے تعلق توڑ کر جنت کے حصول کے لیے افغانستان جا پہنچا۔

دوسرے کرداروں پر بھی گیارہ ستمبر کے اثرات موجود ہیں۔ ابو طالب جس کا تعلق چیچنیا کے قریب داغستان کی سرحد کے قریب ایک گاؤں سے ہے۔ ان کو ان کی دادی نفیسہ نے پالا تھا۔ اپنے کامل تصورِ کو پورا کرنے کے لیے یہ بھی قندوز میں آ گیا جو اب شدید زخمی حالت میں قلعہ جنگی کے تہہ خانے میں موجود ہے۔

قلعہ جنگی کے پلاٹ اور کرداروں پر گیارہ ستمبر کے واقعات آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔ وہ قلعہ جنگی کے تہہ خانے میں محصور ہیں۔ شدید بھوکے اور پیاسے ہیں، گھوڑے کو مار دینے کے بعد بھی وہ گھوڑے کو نہ کھا سکے اور اب صرف اپنی اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کا جسم گولیوں سے چھلنی ہے، ڈیزی کٹر بم کے ٹکڑے ان کے جسموں میں پیوست ہیں۔ کسی کے معدے کے پاس گولی آ کر ٹھہر گئی جس سے نظامِ اخراج متاثر ہے تو کسی کا پاؤں حرکت کرنے سے قاصر ہے، کوئی بے ہوش ہو کر ابدی نیند کی تیاری میں ہے، کوئی اپنی زندگی کا امتحان ختم ہونے کے انتظار میں ہے۔ جن میں کچھ سکت باقی تھی وہ بار بار گھوڑے کا گوشت کھانے کی کوشش کرتے لیکن ہر دفعہ ابکائی کی وجہ سے گوشت کو اپنے منہ سے دور کر دیتے۔ یہ چند دنوں کے مہمان ہیں۔ اس قلعہ جنگی میں ان کو اپنی موت کا یقین مستحکم ہے۔ لیکن ابدی زندگی میں جانے سے پہلے وہ اپنی سابقہ زندگیوں کو بھی یاد کرتے ہیں۔ اپنے علاقوں کی خصوصیات اور آب و ہوا کو بھی یاد کرتے ہیں۔ کوئی اپنی دادی نفیسہ کو یاد کرتا ہے تو کوئی اپنے دِیر کے مالٹوں کو یاد کرتا ہے۔ کسی کو برطانیہ کی آئس کریم یاد آ رہی ہے تو کوئی اپنے ملک کی جھیل میں نہانا چاہتا ہے...... یہ کردار قلعہ جنگی تک کیسے آئے اس حوالے سے مستنصر حسین تارڑ لکھتے ہیں:

> ''ان میں ایک نے ایک بونے کے کہنے پر ادھر کا رخ کیا۔ ایک بدی کی سلطنت کو اپنے تئیں منتشر کر دینے والے باپ کا بیٹا تھا......کوئی شریعت یا شہادت کے شوق میں یہاں پہنچ گیا......گھریلو زندگی کی بدی سے فرار حاصل کرنے والا بھی یہیں نیم مردہ تھا۔ کسی کو گروزنی کا امتحان چکانے اور امام شامل کے خواب کو پورا کرنے کی فکر تھی۔''(۱۱)

ان کرداروں کی سابقہ زندگی کا تعلق سویت یونین سے بھی رہ چکا تھا۔ جس کو ہم گیارہ ستمبر کا ماقبل بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان کرداروں میں اللہ بخش ایک بونے کے کہنے پر جہاد میں شامل ہوا، ہاشم میر کو ال منصور لیکر آیا، گل شیر ایک مولوی کی تقریر سن کر جہاد میں شریک ہوا، مرتضیٰ بیگ اپنے والد کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے آیا تھا، ابو طالب امام شامل کے خواب کو پورا کرنے آیا، جانی واکر برطانیہ سے آیا، عبدالوہاب کو ان کی تعلیم نے مروجہ بادشاہی نظام کے خلاف بغاوت پر اکسایا۔ ان واقعات اور کرداروں کا منطقی ربط قلعہ جنگی کے پلاٹ پر گیارہ ستمبر کے اثرات کی عکاسی کرتا ہے۔ قلعہ جنگی پر

امریکی وحشیانہ بمباری کے بعد بھی امریکی فوج تہہ خانہ کے اندر داخل نہ ہو سکی۔ وحشیانہ بمباری کے بعد تہہ خانہ میں پیش آنے والی صورتِ حال کو یوں بیان کیا گیا ہے:

> ''اور اسی ساعت میں جب اس نے یہ کہا کہ میں تم میں سے نہیں ہوں، عبدالحمید جان واکر کی انگلی پھر سے مردہ ہو گئی اس کی آنکھیں بھی مردہ ہو گئیں لیکن انہوں نے بینائی کھو دینے سے قبل شگاف میں سے نظر آتے آسماں پر ایک پرندہ تیرتے دیکھا اور پھر وہ گرا اور اسی پانی میں ڈوبنے لگا جس میں اس کے ساتھیوں کے لاشے اور غلاظت اور اور بارود کی بو تیرتی تھی ڈوبتے ہوئے اس نے گھوڑے کی تھوتنی کو ایک تھپکی دینے کی سعی کی برادنی۔''(۱۲)

پلاٹ تخلیق کرنا فنی مہارت کا ثبوت ہوتا ہے۔ اچھے ناول کا پلاٹ اسی طرح تیار کیا جاتا ہے جس طرح ایک ماہر آرکیٹیکٹ کسی عمارت کے جمالیاتی پہلوؤں کو مدِنظر رکھ کر الگ الگ حصے تیار کرتا ہے۔ قلعہ جنگی میں سانحہ ۱۱ ستمبر کے واقعات کا طویل سلسلہ ہے اور ان واقعات میں ایک منطقی ربط بھی موجود ہے۔ مذکورہ بحث سے عیاں ہے کہ گیارہ ستمبر کا سانحہ، واقعات کی ترتیب، کردار، ربط اور منطقی انجام قلعہ جنگی کے پلاٹ پر گیارہ ستمبر کے اثرات کی حقیقی تصویر کشی کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ نجیبہ عارف، 9/11 اور پاکستانی اردو افسانہ، (اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۱۱ء)، ص۲۲

۲۔ احسن فاروقی، ناول کیا ہے؟ (لاہور: اردو اکادمی، ۱۹۶۴ء)، ص۲۳۔۲۴

۳۔ مستنصر حسین، تارڑ، قلعہ جنگی، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص۵

۴۔ صاحبزادہ حمیداللہ، فن اور تکنیک، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء)، ص۲۰۱

۵۔ مستنصر حسین تارڑ سے گفتگو، از: دانش محمود، ڈاکٹر قراۃ العین طاہرہ، مشمولہ: تسطیر، (لاہور)، شمارہ۲، ص۷۶

۶۔ قلعہ جنگی، ص۱۶

۷۔ مستنصر حسین تارڑ سے گفتگو، مشمولہ: تسطیر، ص۷۶

۸۔ قلعہ جنگی، ص۳۷۔۳۸

۹۔ محمد یاسین، ناول کا فن اور نظریہ، (لاہور: دارالنوادر، ۲۰۱۳ء)، ص۹

۱۰۔ قلعہ جنگی، ص۶۱

۱۱۔ ایضاً، ص۱۱۳

۱۲۔ ایضاً، ص۲۱۵